باہم تقاضے

دوسروں کا دکھ بانٹنے والے ایک تنہا شخص محمد اقبال کی جدوجہد کی کہانی۔

جاوید اختر چودھری لکھتے ہیں۔

پچھلے وقتوں میں کسی شاعر نے خدمتِ خلق کے حوالے سے کہا تھا۔۔۔

نام گر منظور ہے توفیق کے اسباب بنا۔۔۔ پل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا

لیکن اب وقت بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ نقل و حرکت کے لئے پل، صاف پانی کی فراہمی کے لئے کنوئیں ٹیوب ویل یا آب رسانی کے دوسرے ذرائع بنانا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ مساجد کی تعمیر کے لئے عوام چندہ دیتے ہیں اور مساجد اور علماء کرام کا قد کاٹھ بڑھتے ہیں۔ مساجد کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کی تعمیر کا سلسلہ پچھلے تیس چالیس برسوں سے روبہ ترقی ہے۔ مساجد عوام کے چندے سے تعمیر ہوتی ہیں۔ اور اس کا انتظام و انصرام ایک کمیٹی کے ذمہ ہوتا ہے۔ جب کہ دارالعلوم عموماً پیران عظام یا اسی قسم کے رہنما تعمیر کراتے ہیں۔ چندہ کی فراہمی کے لئے یہ حضرات بھی عوام ہی کی طرف رخ کرتے ہیں۔ لیکن سنٹر کا پورا کنٹرول ان کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ چندہ دینے کے بعد عوام یا اس کے نمائندوں کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

اب انسانیت کی خدمت کے لئے مختلف طریقے اور مختلف ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ پچھلے چند برسوں میں ایدھی فاؤنڈیشن شوکت خانم ہسپتال اور دیگر فلاحی تنظیموں نے انسانیت کے لئے گراں قدر کام کئے ہیں۔ مذکورہ تنظیموں نے بھی اپنے فلاحی کاموں کے لئے عوام سے اپیل کی اور من کی مراد پائی۔ چندہ دینے والوں پر اگر نظر دوڑائی جائے تو سب سے زیادہ چندہ عام لوگ دیتے ہیں۔ یہ لوگ پاکستان کے ہوں یا یورپ اور امریکہ کے۔ جب کہ سیاسی لیڈر، جاگیردار، وڈیرے اور صنعتکار اپنی دولت سے جدائی برداشت نہیں کرتے۔

فلاحی کاموں کے سلسلے میں ایک نام حاجی محمد اقبال صاحب کا بھی نظر آتا ہے۔ پاکستان میں ۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے حوالے سے انہوں نے بھی خاصا کام کیا ہے۔ آپ اقبال کی جدوجہد کی روداد سنیں تو آپ کو حیرت بھی ہوگی اور خوشی بھی کہ اقبال نے رفتہ رفتہ مدد کرنے کی مشق کرتے کرتے فلاحی کاموں کا ایک پہاڑ تعمیر کر دیا ہے۔ اسی سلسلے میں ان سے جو معلوماتی گفتگو ہوئی وہ قارئین نوائے وقت کے لئے پیش خدمت ہے۔

محمد اقبال سدھڑ گاؤں ضلع جہلم کے حق نواز صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ حق نواز ایک عام زمیندار تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو پڑھانا چاہتے تھے۔ جب محمد اقبال چھٹی جماعت میں داخل ہوئے تو اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ ان دنوں چھٹی جماعت کی فیس پانچ روپیہ ماہوار تھی۔ لیکن حق نواز اس کے متحمل نہ ہو سکے۔ لہٰذا محمد اقبال کا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا اور وہ گھر کے کاموں میں اپنے والد کا ہاتھ بٹانے لگے۔ انہیں تعلیم حاصل نہ کرنے کا قلق تھا۔ اس وقت محمد اقبال نے تہیہ کر لیا تھا کہ اگر مستقبل میں اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی تو وہ غریب لوگوں کے لئے کوئی اچھا اور نیک کام کریں گے۔ انہی دنوں پاکستان بالخصوص آزاد کشمیر کے لوگ مزدوری کے لئے برطانیہ کا رخ کر رہے تھے۔ حق نواز نے اپنی اولاد کے بہتر مستقبل کے لئے پاسپورٹ بنوا کر لگا دیا۔ زمین فروخت کی، مویشی بیچے اور محمد اقبال کو برطانیہ بھیج دیا۔ محمد اقبال لندن آئے تو دل لگا کر کام شروع کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ خدمتِ خلق کے جذبات بچپن سے ان کے دل میں تھے۔ لیکن اوائل عمر میں غربت کے باعث کچھ نہ کر سکے۔ ۱۹۶۰ء میں لوگ بڑی تعداد میں برطانیہ آ رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی غربت سے نجات حاصل کرنے کے لئے برطانیہ آنے کا تہیہ کر لیا۔ ان کے والدین نے گھر کی بیشتر چیزوں کے علاوہ زمین فروخت کر کے انہیں برطانیہ بھجوایا۔ اقبال یہ ذہن میں بسائے ہوئے تھے کہ ایک دن جب وہ کسی قابل ہوئے تو غریبوں کی مدد کریں گے۔ جیسے کہ ان کے رشتہ داروں نے انہیں برطانیہ بھیجنے کے لئے کی تھی۔

اقبال ۱۹۶۱ء میں ریڈنگ آئے۔ اس وقت نہ تو یہاں کوئی مسجد تھی اور نہ ہی کوئی ایسا ادارہ جو مذہبی امور میں رہنمائی کا کام سرانجام دے سکے۔ تارکین وطن میں چند دیندار لوگوں کی خواہش تھی کہ یہاں مساجد تعمیر ہوں، جہاں وہ اپنے مذہبی فرائض ادا کر سکیں اور دینی حق پر چل سکیں۔ اکثر لوگ دیہاتوں سے آئے ہوئے تھے اور ان کی دینی تعلیم واجبی سی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے ریڈنگ میں مسجد کی تعمیر کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ اقبال نے بھی اس کمیٹی میں شمولیت اختیار کر لی۔ کمیٹی میں موجود اکثر لوگ ہفتے میں چھ دن کام کرتے اور چھٹی کے دن یہ لوگ گھر گھر جا کر چندہ جمع کرتے۔ کچھ عرصہ اقبال نے بھی کام کیا۔ پھر یہاں کے حالات سے دل برداشتہ ہو کر ڈنمارک چلے گئے۔ وہاں سے پاکستان کا رخ کیا۔ ان دنوں ریڈنگ میں ڈاکٹر شوکت ریڈنگ میں ایم پی اے تھے اور "بوڑھا جنگل" کے حاجی محمد شریف نوجوان بھی ان کے ساتھ تھے۔ حاجی محمد شریف اور ان کے دوستوں نے ایک فلاحی تنظیم بنا رکھی تھی۔ جس کے ذریعے وہ غرباء کے کام کرتے تھے۔ انہوں نے اقبال کو بھی ان کی تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی۔

چونکہ برطانیہ میں چند شخصوں نے فراڈ کئے تھے۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر اقبال نے تنظیم کی رجسٹریشن اور انتظامی امور کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ کیونکہ اقبال نہیں چاہتے تھے کہ کسی ایسے کام میں ملوث ہوں کہ ان کی عزت و آبرو پر حرف آئے۔

حاجی محمد شریف اعوان اور ڈاکٹر شوکت نے بڑی مہربانی سے انہیں تنظیم کی رجسٹریشن اور تنظیمی ڈھانچے کے کاغذات دکھائے۔ اس طرح حاجی اقبال ان کی قائم کردہ "انجمن بہبود مریضاں دینہ ضلع جہلم" میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے باقاعدہ انجمن کی ممبر شپ لی اور کام کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس وقت ۱۹۹۰ء میں جب انجمن کی میٹنگ جاری تھی حاجی اقبال کی جیب میں پانچ سو روپے تھے۔ انہوں نے جیب سے ایک سو روپیہ نکال کر انجمن کو دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد احساس ہوا کہ یہ تو بہت کم رقم ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک سو روپے اور دیئے۔ اسی طرح کرتے کرتے مجلس برخاست ہونے سے قبل وہ ساری پونجی یعنی پانچ سو روپیہ انجمن کو بطور چندہ دے چکے تھے۔

ایک میٹنگ میں انجمن کے عہدیداروں نے بتایا کہ پاکستان میں چندے کی فراہمی بہت مشکل ہے جب کہ یورپ اور بیرون ملک میں لوگ نسبتاً آسودہ زندگی گزارتے ہیں اور چندے کی اپیل پر دل کھول کر مدد کرتے ہیں۔ اس لئے اگر یورپ سے چندہ اکٹھا کیا جائے اور اس سے ایک ایمبولنس خریدی جائے تو یہ اس علاقے کے عوام کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ ہنگامی صورت میں مریض کو دوسرے شہر میں علاج معالجے کے لئے لے جانے کی مشکل ہوتی ہے۔ ایمبولنس کی موجودگی میں بروقت طبی امداد پہنچا کر کئی جانیں بچ سکتی ہیں۔ حاجی اقبال نے چندہ کی فراہمی کا بیڑہ اٹھایا اور واپس ڈنمارک پہنچ گئے۔ ان دنوں ایک خدا ترس حاجی غلام مصطفی صاحب "ہم وطن ریڈیو" چلا رہے تھے۔ یہ ان سے ملے اور ان سے تعاون چاہا کہ وہ اپنے ریڈیو سے چندے کا اعلان کریں۔ حاجی صاحب سیدھے سادے بزرگ تھے۔ انہوں نے کہا۔ بھائی ہم نے ریڈیو چلانے کا لائسنس تو لے لیا ہے۔ اب جس کو کام کرنے کو جی چاہتا ہے آئے اور خود کام کرے۔ ہمارے پاس باقاعدہ پیشہ ور عملہ نہیں ہے۔ میں خود اعلان کرنے سے قاصر ہوں۔ الغرض حاجی اقبال خود ریڈیو اسٹیشن پر پہنچے۔ ریڈیو پر لوگوں کو اپنی انجمن کے بارے میں بتایا اور امداد کی اپیل کی۔ لوگوں نے ان کی اپیل کو سراہا اور دوسرے دن انہیں عطیات ملے۔ "ریڈیو ڈنمارک" کی اردو سروس کے انچارج جناب نصر ملک صاحب تھے۔ ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے اردو سروس کی نشریات کے دوران "انجمن بہبود مریضاں دینہ" کے متعلق پروگرام نشر کیا۔ انجمن کا اکاؤنٹ نمبر بتایا۔ لوگوں نے چندہ دیا۔ حاجی اقبال نے بتایا کہ خواجہ محمد آصف مدیر "شاہین انٹرنیشنل" یاروں کے یار ہیں۔ انہوں نے اپنے رسالے میں گاہے گاہے اس موضوع پر مضامین لکھے۔ میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔

حاجی اقبال نے گھر گھر جا کر لوگوں سے چندہ مانگا۔ اس طرح دو ماہ کے اندر اندر انہوں نے دو لاکھ روپیہ جمع کر لیا اور انجمن کے عہدیداروں کو اس کی اطلاع دی اور پوچھا کہ ڈنمارک سے ایمبولنس روانہ کی جائے یا دو لاکھ روپیہ۔ ان کا مشورہ تھا کہ نقد رقم دے دی جائے کیونکہ وہ پاکستان سے نسبتاً کم قیمت پر ایمبولنس خرید لیں گے۔ چنانچہ اقبال نے دو لاکھ روپیہ انجمن کو بھیج دیا۔

اس وقت راجہ محمد افضل ایم این اے تھے۔ وہ لوگوں کے بہت کام آتے تھے۔ راجہ محمد افضل نے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر ایک لاکھ چونتیس ہزار روپیہ میں ایمبولنس خرید کر دی اور بقیہ چھیاسٹھ ہزار روپیہ تنظیم نے مفت ادویات کی فراہمی کے لئے رکھ لیا۔

حاجی اقبال کی یہ جدوجہد قابل تعریف تھی کہ انہوں نے گھر گھر چندہ مانگنے کے ساتھ ساتھ ڈنمارک کے مختلف شہروں کی دکانوں پر چندے کے ڈبے رکھ دیئے تاکہ لوگ حسب استطاعت جب چاہیں ڈبے میں خیراتی رقم ڈال دیں۔ یہ تجربہ بھی خاصا کامیاب رہا۔ اسی دوران کچھ حضرات نے تجویز پیش کی کہ غریبوں کی آنکھوں کے مفت اپریشن کے لئے بھی کام کیا جائے۔ اللہ کا نام لے کر حاجی اقبال نے اس میدان میں کام شروع کیا۔ آنکھوں کے پہلے اپریشن کیمپ کے لئے انہوں نے ڈنمارک سے رقم فراہم کی۔ جس کی مدد سے دو سو پچاس اپریشن کئے گئے۔ پھر تو یہ سلسلہ چل نکلا۔ پچھلے تین سال انہوں نے ہر برس اپریشن کیمپ لگایا۔ وسائل بڑھے تو بعد میں سال میں دو کیمپ لگانے شروع کئے۔ پھر خیال پیدا ہوا کہ علاقے میں بیوہ عورتوں اور یتیم بچیوں کی مدد کے لئے کوئی ادارہ نہیں ہے تو دینہ میں دستکاری اسکول کھولنے کا پروگرام بنایا۔ اس اثنا میں ڈنمارک کے جناب اسد ذکی بٹ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بٹ صاحب رحم دل، شریف، ورکنگ انسان ہیں۔ فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ان سے تعاون کی درخواست کی تو انہوں نے جواب دیا کہ حاجی اقبال وہاں جا کر جو کریں۔ وہ حسب توفیق مالی امداد فراہم کریں گے۔

حاجی اقبال نے بتایا کہ آنکھوں کے اپریشن کے دوران بٹ صاحب دینہ تشریف لائے۔ تنظیم کا کام دیکھا اور خوش ہو کر پونے دو لاکھ روپیہ بطور امداد دیا۔ پچھتر ہزار روپیہ آنکھوں کے اپریشن کی مد میں اور ایک لاکھ روپیہ دستکاری اسکول کے قیام کے لئے۔ دستکاری اسکول کی عمارت کے لئے حاجی محمد رفیق صاحب نے اپنا مکان دیا جب کہ حاجی اقبال نے اپنی گرہ سے بارہ عدد سلائی کی مشینیں خرید کر دیں۔

چودھری محمد اشرف اور حاجی محمد حسین کے مشورہ سے دستکاری اسکول برائے خواتین دینہ میں قائم کیا گیا۔ اس وقت جت صاحب نے مزید پونے دو لاکھ روپے کی امداد کا اعلان بھی کیا۔ دستکاری اسکول کے عملہ میں دو ٹیچر اور ایمبولینس ڈرائیور کی تنخواہ سے اخراجات بڑھنے لگے۔ جس کے لئے چندوں کی فراہمی کا کام زور وشور سے شروع کیا گیا۔ آنکھوں کے اپریشن اور بعد میں دستکاری اسکول کی کامیابی سے حوصلہ بڑھا تو انجمن کے عہدیداروں نے ہسپتال کی تعمیر کے لئے غور وخوض شروع کیا۔ ظاہر ہے کہ ہسپتال کے لئے بنیادی طور پر زمین اور پھر آلات اور دیگر ساز وسامان کی دستیابی کا معاملہ درپیش تھا۔ ڈاکٹر شوکت صاحب نے ضلع ناظم سے بات کی اور درخواست کی کہ ڈی ایچ او پرائمری ہیلتھ سنٹر میں زمین ہسپتال کی تعمیر کے لئے مختص کر دی جائے۔ چنانچہ طے پایا کہ ہسپتال کی عمارت انجمن تعمیر کرے گی۔ ہسپتال کے عملہ کی تنخواہیں حکومت کی ذمہ داری ہوگی اور ادویات اور آلات کی فراہمی انجمن کے ذمہ ہوگی۔ اگر خدانخواستہ انجمن کے اراکین کام نہ چلا سکیں تو حکومت تعمیر شدہ عمارت اپنی تحویل میں لے کر استعمال کر سکتی ہے۔ اور یہ بھی طے پایا کہ عمارت کی دیکھ بھال ضلعی انتظامیہ کرے گی۔ جب تک یہ عمارت انجمن کی تحویل میں رہے گی کوئی حکومتی اہلکار ہسپتال کے روز مرہ کے کاموں میں مداخلت کا مجاز نہ ہوگا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ سن ۱۹۹۵ء سے اب تک انجمن دو ہزار ایک سو اکانوے (۲۱۹۱) آدمیوں کے آنکھوں کے کامیاب اپریشن کرا چکی ہے۔ گیارہ ہزار پانچ سو پچیس (۱۱۵۲۵) مریضوں کی آنکھوں کا مفت معائنہ ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ انجمن نے ٹی بی اور فالج کے علاج کے لئے مفت ادویات فراہم کی ہیں۔ اب حکومت پنجاب نے ادویات کی فراہمی اپنے ذمے لے لی ہے۔

حاجی اقبال کہہ رہے تھے کہ ان کے علاوہ میرے خاندان کے دیگر افراد بھی اس فلاحی کام میں ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ ان کے سب سے بڑے بیٹے ظفر اقبال نے economics managemnt میں ڈگری حاصل کی ہے۔ اس سے چھوٹے بیٹے زاہد اقبال ہیں۔ یہ سول انجینئر ہیں اور آج کل سولر انرجی میں بطور ایکسپرٹ کام کرتے ہیں۔ تیسرے بیٹے کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ انہوں نے تین سال مدینہ میں گزارے۔ لیکن بیماری کی وجہ سے کورس مکمل نہ کر سکے۔ ان دنوں ڈنمارک میں وہ بطور ترجمان ملازم ہیں۔ انہیں پنجابی، اردو، عربی، انگریزی اور ڈینش زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ حاجی اقبال کے سب سے چھوٹے بیٹے SAS میں فورمین ہیں۔ طاہر اقبال ان دنوں پاکستان کے زلزلہ زدگان کی مدد کے لئے مظفر آباد آزاد کشمیر گئے ہوئے ہیں۔ وہ پنجاب سے اپنے ساتھ تین مزدور اور چھ مستری لے کر وہاں گئے ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے وفات پانے والوں کی تدفین کا کام کیا ہے۔ طاہر اقبال نے بارہ ہزار آدمیوں کا مفت علاج کرا دیا ہے۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے اسے امدادی کاموں کے لئے بیج کا کارڈ دے رکھا ہے۔ یوں وہ خدمت خلق میں مصروف ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ وہ متاثرہ لوگوں کے لئے مکانات تعمیر کرائے۔

میں نے پوچھا کیا علاقے کے سیاسی لوگوں نے آپ کو تعاون مہیا کیا۔ حاجی اقبال نے بتایا کہ موجودہ ناظم چودھری فرخ الطاف صاحب نے اقبال آئی بلاک کے لئے حکومت سے زمین لے کر دی۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی تعاون نہیں۔ راجہ محمد افضل سابق ایم این اے کی وساطت سے ایمبولینس خریدی تھی۔ جس کی وجہ سے انجمن کو بیس ہزار روپے کی بچت ہوئی تھی۔ پاکستان میں بہت مخلص لوگ موجود ہیں۔ لیکن زیادہ مالی امداد نہیں دیتے بلکہ ایک دوسرے کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان میں اعتماد کا فقدان ہے۔ پاکستان میں کوئی سو روپیہ چندہ دے تو وہ کہتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے۔ جب کہ یورپ میں بسنے والے کھلے دل سے مدد کرتے ہیں۔

یورپ میں ریڈیو اور ٹی وی پر میرے انٹرویو نشر کئے گئے جن کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ آنحضور کا ارشاد ہے کہ حقیقی بھوک ہے اس سے ایک وقت کم کھائیے۔ یہ صحت کے لئے اچھا ہے اور کم کھانے سے جو رقم بچے وہ غریبوں میں بانٹ دیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے کاموں سے خوش ہوتا ہے۔

چند لوگوں نے اعتراض کیا کہ چونکہ میں دینہ کا رہنے والا ہوں۔ اس لئے انجمن کا نام اور مقام دینہ میں ہی ہے۔ پہلے انجمن کا نام ”انجمن بہبود مریضاں دینہ ضلع جہلم“ تھا اب لوگوں کی نکتہ چینی کے پیش نظر میں نے اس کا نام ”انجمن بہبود مریضاں ڈنمارک وپاکستان دینہ ضلع جہلم“ کر دیا ہے۔ لوگوں کا کیا ہے۔ خود اچھا کام کر نہیں سکتے دوسروں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے۔ میں نے کبھی الزامات یا لوگوں کی پرواہ نہیں کی۔ اپنی دھن میں مست خدمت خلق میں مصروف رہا ہوں۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

نئی نسل کو پیغام دیتے ہوئے حاجی اقبال نے کہا کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کی بلندی سے نیچے دیکھے تو اسے لوگوں کا قد کاٹھ بہت چھوٹا لگے گا۔ اس بلندی والے شخص کو معلوم ہونا چاہئے کہ نیچے میں کھڑے لوگوں کو وہ بھی پستہ قد دکھائی دے گا۔ زندگی میں کسی کو چھوٹا اور کمتر نہ جانیں۔ لوگوں کو اپنے سے بہتر جانیں۔ اس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوگا۔ جس پر دو ہستیاں خوش ہوں اسے دنیا میں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ حاجی اقبال پچھلے تین برسوں سے ریٹائرمنٹ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اب ان کا زیادہ وقت چندے کی فراہمی اور انتظامی امور میں گزرتا ہے۔ ویسے یہ کام انہوں نے سولہ برس کی عمر سے شروع کیا تھا اور مسلسل کر رہے ہیں۔ فرصت میں حاجی اقبال اپنے گھر کا کام نہیں کرتے۔ وہ گھر گھر جا کر چندہ مانگتے ہیں۔ اب برطانیہ میں بھی اسی غرض سے آئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی انسانیت کی خدمت کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اور ان کے خاندان کے دیگر افراد نے اس کارِ خیر میں گیارہ لاکھ اسی ہزار روپیہ بطور عطیہ دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے پاس لوگوں کے دیئے گئے تمام عطیات کی تفصیل موجود ہے۔

کوئی بھی حسب خواہش وہاں جا کر جانچ پڑتال کر سکتا ہے۔

بلاشبہ جاوید اقبال کی ذات آج ہم سب کے لئے ایک قابل تقلید اور مثالی نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت اور عزائم بلند رکھے۔ آمین۔

مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ دیکھیں:www.giftofsight.info

جاوید اختر چودھری، منچسٹر برطانیہ۔